

علامہ اقبال کی وصیت - جاوید کے نام

۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال نے اپنی گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر وصیت لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک دستاویز ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو تیار کی جو روزگار فقیر جلد دوم مرتبہ فقیر سید وحید الدین کے صفحات ۵۶-۵۹ پر درج ہے۔ اس کے چند روز بعد اقبال نے ایک اور تحریر تیار کی جس میں آپ نے خاص طور پر اپنے فرزند ارجمند جاوید اقبال کو وصیت کی ہے علامہ اقبال کی یہ نادر تحریر اقبالیات کے مشہور ماہر جناب محمد عبداللہ قریشی کا عطیہ ہے۔

جاوید کو میری عام وصیت یہی ہے کہ وہ دنیا میں شرافت اور خاموشی کے ساتھ اپنی عمر بسر کرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار تعلقات رکھے۔ میرے بڑے بھائی کی اولاد سب اس سے بڑی ہے۔ ان کا احترام کرے اور اگر ان کی طرف سے کبھی سختی بھی ہو تو برداشت کرے دیگر رشتہ داروں کو اگر اس سے مدد کی ضرورت ہو اور اس میں ان کی مدد کی توفیق ہو تو اس سے کبھی دریغ نہ کرے جو لوگ میرے احباب ہیں ان کا ہمیشہ احترام ملحوظ رکھے اور ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرے۔

باقی دینی معاملے میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزوی مسائل کے سوا، جو ارکان دین میں سے نہیں ہیں، سلف صالحین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اسی راہ پر گامزن رہے اور اس بد قسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لیے ہیں ان سے احتراز کرے۔

بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہو جاتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے دنیوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بد بخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیئے اور آئمہ اہل بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیئے۔

محمد اقبال

۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(ادراقِ گمشدہ، مرتبہ رحیم بخش شاہین)

مطبوعہ دہرورس ۸-۲۶۷

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیو بند مسین احمد ایں چہ لب لہجی است
مزد و بر سر منبر کہ قلت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمقتضیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست
اگر بہادر سیدی تمام بولہبی است

WWW.NAFSEISLAM.COM

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۷ء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے علامہ دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنائیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہ العالی جو حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد، خلیفہ اور داماد ہیں اور طویل عرصہ تک ارا العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مہتمم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں، ذیل میں ان کا ایک مکتوب پیش کیا جا رہا ہے :

غالباً یہ ۱۹۳۷ء کا واقعہ ہے جبکہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ بہ نفس نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبر ریزرو کر کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔ اسی موقع پر کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ اور ڈاکٹر اقبال صاحب محرم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے داپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عباراتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں، تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا :

مولانا ! یہ ایسی عبارات، گستاخانہ ہیں، ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیے !

(علامہ محمد اقبال)

تقدس علی قادری رضوی بریلوی

مورخہ ۱۲ ماہ خاص ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مکتوب کا عکس ملاحظہ ہو ص ۳۵

غائب یہ ۱۹۳۳ء ورنہ ہے جبکہ سید وزیر خان صاحب انور صاحب کین
 منظرہ عارضی میں کیا گیا تھا خصوصاً جو اس موقع پر تشریف لائے تھے
 مدبر تشریف گئے تھے اس دور میں ان کے تشریف آفرینوں کو خصوصی دعوت دینا
 ان کے لیے ذرا زیادہ کرنا۔ اس میں کہ مراد ان کے لیے کیا گیا تھا لیکن یاد ہو وہ امر کہ
 وہ انہیں ان کے لئے ہر طرح پر کسی نوع میں خصوصاً ان کے لیے کہ اس دور میں ان کے
 صاحب کی طرف سے بھی خصوصاً ان کے لیے یہی تشریف لائے تھے اس لیے کہ
 تذکرہ فرمایا کہ دونوں حضرات کی گفت خانہ عبادت میں دراز ہر طرف سے
 چھ مہینے کی دراز چاہے تھے کہ ان کو تو یہ اتنی عبادت گاہ میں
 ان کو گونہ ہر اس کا کیون نہیں ٹوٹ پڑنا اس لیے کہ ان کو ٹوٹ پڑنا چاہیے

(نقد و تحریف) غور و فکر میں نہیں
 صرف کاروائی غور و فکر میں

عکس مکتوب حضرت مولانا تقدس علی خاں مدظلہ